فقہ حنفی کی اساس اور مذہب اہل الرائے۔
ایک علمی جائزہ

The basic of Fiqh Hanfi and the religions of Rationalists in Fiqh

مریم نورین*

ڈاکٹر راشدہ پروین **

Abstract

The opponents of the Great Imam Abu Haneefa are of the view that he, while resolving any new mas'ala or issue, prefers logical considerations as compared to Quran and Hadith. On this a great amount of proofs have been produced by the Hanfi scholars that it is not the case. Imam Abu Haneefa never attempted to violate any rule of "Usol-al-Fiqh" while deducing any new verdict. He has clearly said that when a clear cut and thoroughly proved correct Hadith is found by him, he decides by that, but when there is no such thing available he uses his common sense to solve the problem for the relief of the people. He asserts that Religion, "Deen" is to facilitate the public and not to put them in trouble.

In this reference, he has clarified the situation by saying that "when I find Quranic proof I pick that, but when I don't find that I choose (to study) the Hadith of the Prophet (PBUH), the traditions of His followers which are fully authentic. When I do not find the same (issue) in Quran and Hadith as well, I adopt the sayings of the companions of the Prophet (PBUH). However, whichever of the sayings of the companions is liked by me I take the same and leave the others. I do not adopt sayings of any other one. When "AbrahimSh'abi", Hussain Abn Sireen and Saeed Bin Al-Museeb did so, it becomes also my right to do "Ijtihad". He claims that it is not deciding by Ray or like dislike but it is "Ijtihad".

Bieng a great God Fearing person no one can claim that he might have taken any decision or given verdict for other consideration. Shah Waliullah, a great "Religious scholar" of the Sub-Continent says "Fiqh Hanfi is the most righteous sect that is following the "al'Sunat-Al Sahiha".

This and so many other facts and figures have been discussed in the article before hand which is an interesting topic opening a gate way for further research in future.

Key Words: Ray , Logical considerations, Common sense, Imam Abu Haneefa.

قبل ازیں کہ موضوع زیر نظر پر تفصیلی بحث کا آغاز کریں مناسب ہو گا کہ "فقہ" اور "فقہ حنفی" کا

*ایم فل لیڈنگ ٹو پی ایچ ڈی اسکالر شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور، پاکستان

**چیئرپرسن شعبہ علوم اسلامیہ، ویمن یونیورسٹی مردان، پاکستان

مختصر تعارف پیش کیا جائے تاکہ موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہو۔"لغوی اعتبار سے "فقہ' کے معنی "سمجھ کے ہیں لیکن اصطلاح میں "فقہ "ان فروعی احکام شرعیہ کا علم ہے جو تفصیلی دلائل سے ماخوذ ہوں"۔[1]

دائرۃ المعارف کے مقالہ نگار" فقہہ "کے اصطلاحی معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"اس کے اصطلاحی معنی شریعت کا علم یا"علم باحکام الشریعۃ یا علم استنباط احکام شریعت "ہے۔[2] یہ لفظ قرآن مجید میں جگہ جگہ استعمال ہوا ہے اور وہاں اس کا مفہوم یہی رہا ہے۔ مثلاً وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ[3] "ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں۔" قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ[4] "وہ بولے اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت سی باتیں جو تو کہتا ہے۔" يَفْقَهُوا قَوْلِي"[5] وہ میری بات سمجھیں" وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ"[6] ہم نے ان کے دلوں پر ڈال رکھے ہیں پردے تاکہ اس کو نہ سمجھیں۔"

رفتہ رفتہ یہ معنی اصطلاح بن گئی۔ عصر اول میں ایک مدت تک فقہ سے مراد" علم الاخرۃ و معرفۃ دقائق آفاق النفوس و الاطلاع علی الآخرۃ و حقارۃ الدنیا"(آخرت کا علم اور اشیاء و نفوس کی وسعتوں کا علم اور آخرت کے بارے میں آگہی حاصل کرنا اور دنیا کی حقارت سے مطلع ہونا) لی جاتی رہی۔ مگر اب یہ ایک مستقل اصطلاح بن گئی ہے۔ اور اس سے مراد وہی علم ہے جس کے ذریعہ اصل مآخذ دین یعنی قرآن و حدیث سے مسائل اور شرعی احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔[7]

مرور زمانہ کے ساتھ فقہ کے کئی امام پیدا ہوئے ان کے درمیان علمی مباحث اور راجح قول اپنانے کے لئے استدلال کے طریقوں پر کتب تاریخ و تدوین فقہ میں لمبی لمبی بحثیں کی گئی ہیں۔ انسان کی فطرت میں موجود تغیر پذیری اور اختلاف طبائع کی وجہ سے اسلامی فقہ میں مختلف مکاتب فکر وجود میں آگئے۔ ابتدا میں تو بہت زیادہ مسالک وجود میں آئے تاہم رفتہ رفتہ چند ایک عدم مقبولیت کی وجہ سے ختم ہوئے اور قابل قبول مسالک صرف چار یعنی مسلک حنفیؒ، مسلک شافعیؒ، مسلک حنبلیؒ

اور مسلک مالکیؒ اس صفحہ ہستی پر پنپنے لگے ۔ جہاں تک "حنفی فقہ" کا تعلق ہے تو اس سے مراد مذکورہ چار معروف "فقہوں" میں سے امام ابوحنیفہؒ کا فقہ ہے۔

چونکہ مقالہ میں زیادہ تر بحث حضرت امام ابو حنیفہؒ کے فقہ پر ہو گی اس لئے ضروری ہے کہ ہم حضرت امام کی حیات کے بارے میں اور جن احوال میں آپؒ نے اپنے فقہ کی بنیاد رکھی ان کی اچھی طرح وضاحت کریں. حضرت علامہ مناظر احسن گیلانی اس بارے میں رقم طراز ہیں کہ:

> "ملک عراق میں کوفہ عرصہ دراز سے علم وفن اور بالخصوص علم فقہ کا مرکز رہا ہے۔ مذہب حنفی نے بھی کوفے ہی میں جنم لیا ہے۔ جس کے بانی امام ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت بن زوطہ یا زوطی ہیں جو امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپؒ فارسی الاصل تھے اور سنہ 80ھ (بمطابق 699ء) کو شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی علمی زندگی کی ابتداء علم کلام کے مطالعہ سے ہوئی۔ پھر آپؒ نے اہل کوفہ کی فقہ اپنے استاد حماد بن ابی سلیمانؒ (متوفی 120ھ) سے پڑھی۔ عملی زندگی کے لحاظ سے آپ ریشمی کپڑے کے تاجر تھے۔"[8]

چونکہ حنفی فقہ کا زیادہ تر تعلق "فقہ اسلامی" کے چار متداول ادوار یعنی دور اول (عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)، دور ثانی (خلفائے راشدین کا دور)، دور ثالث (41ھ سے دوسری صدی ھ کی ابتداء تک)، دور رابع (دوسری صدی کی ابتداء سے لیکر چوتھی صدی ہجری کے نصف تک)، دور خامس (عباسی دور کے اواخر سے سقوط بغداد تک) اور دور سادس (سقوط بغداد سے زمانہ حال تک) میں سے دور رابع سے ہے، اس لئے ہماری گفتگو بھی زیادہ تر اسی دور پر مرکوز ہو گی۔

اس زمانہ میں تمام علوم و فنون کو ترقی حاصل ہوئی بالخصوص علم فقہ نے بھی اسلئے ترقی حاصل کی کہ اس دور میں علمی مباحث اور خطابت و کتابت نے بہت زور پکڑا تھا۔علامہ مناظر احسن گیلانی رقمطراز ہیں کہ:

" علم کلام اور پیشہ تجارت نے آپؒ میں عقل و استصواب کرنے، احکام شرعیہ کو عملی زندگی میں جاری کرنے اور مسائل جدیدہ میں قیاس و استحسان سے کام لینے کی صلاحیت تامہ پیدا کر دی تھی۔ اسی لئے آپ کے مذہب کا نام مذہب اہل الرائے مشہور ہو گیا۔"[9]

اس خیال کی تائید کرتے ہوئے ڈاکٹر صبحی محمصانیؒ اپنی کتاب "فلسفۃ التشریع فی الاسلام" میں لکھتے ہیں:

" آپؒ (ابو حنیفہؒ) کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپؒ نے فرمایا تھا کہ ہمارا علم رائے ہے اور یہی میرے نزدیک سب سے بہتر و افضل ہے لہذا جو شخص اس رائے کے بغیر کسی اور رائے کو درست اور افضل سمجھے تو اس کے لئے اس کی رائے اور ہمارے لئے ہماری رائے۔"[10]

علامہ صبحی محمصانیؒ اس ضمن میں آپؒ کا یہ قول نقل کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

" جب کوئی مسئلہ اللہ کی کتاب میں نہ ملے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تو میں اقوال صحابہ پر غور کرتا ہوں اور اقوال صحابہ کے سامنے کسی قول کو در خور اعتناء نہیں سمجھتا۔ امام ابراہیمؒ، امام شعبیؒ، امام ابن سیرینؒ، امام عطاءؒ اور سعید بن جبیرؒ نے بھی اپنے زمانے میں اجتہاد کیا۔ پس جس طرح ان حضرات نے اجتہاد کیا میں بھی کرتا ہوں۔"[11]

وسعت علم و ژرف نگاہی میں آپؒ اپنی مثال آپ تھے۔ امام شافعیؒ نے آپؒ کے بارے میں فرمایا:

" علم فقہ سیکھنے والا ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے " جب کہ آپؒ اتنے خود دار تھے کہ خلفاء کی طرف سے عطا کردہ القابات اور عہدے قبول نہیں کئے جس کی وجہ سے آپؒ ہمیشہ نشانہ عتاب رہے اور آخر کار آپؒ کی وفات 150ھ کو جیل خانہ ہی میں واقع ہوئی۔"[12]

اگرچہ اس روایت کو شیخ ابو زہرہ مرجوح قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ: امام اعظم ابو حنیفہؒ کی موت جیل خانے میں نہیں بلکہ گھر میں واقع ہوئی اور اس کے ثبوت میں ابن البزازیؒ کی "المناقب" کا قول ذکر کیا ہے کہ جب آپ (امام ابو حنیفہؒ) ایک عرصہ تک قید و بند کے مصائب سے دوچار رہے تو خلیفہ کے بعض خاص امراء نے آپؒ کی سفارش کی۔ تب آپؒ کو قید خانہ سے رہا کر دیا گیا لیکن فتوی دینے، لوگوں سے ملاقات کرنے اور گھر سے باہر جانے کی ممانعت کر دی۔ وفات تک آپؒ کی یہی حالت رہی۔ (اس آخری قول کے بارے میں شیخ ابوزہرہؒ فرماتے ہیں):

" ہمارا میلان اس آخری روایت کی جانب ہے کیونکہ یہ منصور کی افتاد طبع اور اس دور کے حالات و واقعات کے عین مطابق ہے۔ منصور کو یہ بات ناپسند تھی کہ اسے علم و فضل اور طبقہ علماء پر ظلم کرنے والا قرار دیا جائے۔"[13]

ابن العابدینؒ شامی میں آپؒ کی عظمت شان اس طرح بیان کر چکے ہیں:

صار العلم من ا للہ تعالی الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم ثم الی الصحابۃ الکرام ثم صار الی التا بعین ثم صار الی ابی حنیفۃ فمن شاء فلیرض او فلیسخط "[14]

" علم سب سے پہلے اللہ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر صحابہ کرام کی طرف اور پھر تابعین کی طرف آیا۔ اور ان کے بعد حضرت امام ابو حنیفہؒ کی طرف۔ چاہے اب کوئی خوش ہو یا ناراض۔"

اسی کتاب میں مزید بتایا گیا ہے:

"الامام الا عظم تا بعی (سوی الائمة الثلاثة الامام مالك رحمه الله ،والشافعی رحمه الله واحمدابن حنبلرحمه الله) خرج به العلامة الذ هبی رحمه الله والعلامة ابن حجر العسقلا نی رحمه الله وغیر هما۔[15]

" امام اعظمؒ (دیگر ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے علاوہ) تابعی ہیں اس کی تخریج علامہ ذہبیؒ اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہما نے کی ہے۔"

امام اعظمؒ کا مسلک اپنی قبولیت عام کی وجہ سے دور دراز علاقوں تک بڑی تیزی کے ساتھ پھیلا۔ یہاں تک کہ عباسیوں کے ہاں بھی اس کو شرف قبولیت نصیب ہوا۔ اگرچہ ان کا اپنا مسلک اپنے جد امجد حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا مسلک تھا۔ صاحب شامیؒ نے اس نکتہ کی وضاحت یوں کی ہے:

" فالدولة العبا سية ان كان مذ هبهم مذهب جدهم (ابن عباس) فا كثر قضاتها و مشا ئخ اسلامها حنفية يظهر ذالك لمن تصنف كتب التواريخ و كان مدة ملكهم خمسما ئة سنة تقريبا و اما الملوك السلاجقة و بعدهم الخوارزميون فكلهم حنفيون و قضاة مما لكهم غالبا حنفية اما ملوك زماننا سلاطين آل عثمان (التر كية) (ايدالله دولتهم) ما كر الجديدون فمن تاريخ تسعمآءة الى يو منا هذا لا يولون القضاةو سائر منا صبهم الا الحنفية آه"۔[16]

" پس دولت عباسیہ۔ اگرچہ ان کا مسلک ان کے اپنے دادا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مسلک تھا۔ ان کے اکثر قاضی اور ان کے اسلاف مشائخ سب حنفی مسلک والے تھے۔ یہ بات کسی کو اس وقت معلوم ہو جاتی ہے جب کوئی تاریخ کی کتابوں کو کھولتا

ہے۔ اور ان کی سلطنت کا دور پانچ سو سال پر پھیلا ہوا تھا اور جہاں تک سلجوقیوں اور ان کے بعد خوارزمیوں کا تعلق ہے تو یہ سب حنفی مسلک والے تھے اور ان کے ممالک کے قاضیوں کی اکثریت حنفی المسلک تھی اور جہاں تک ہمارے دور کے سلاطین آل عثمانیہ (ترکی) کا تعلق ہے (اللہ تعالی ان کی سلطنت کی تائید و نصرت فرمائے) تو نو سو سال سے اب تک وہ قضا اور اس سے متعلق دیگر عہدے صرف حنفی المسلک حضرات کو سونپتے ہیں۔"

علاوہ ازیں کئی اسلامی ممالک میں باوجودیکہ عوام کا مسلک شافعی۔ حنبلی اور مالکی وغیرہ بھی رہا ہے جیسے کہ انوار الباری علی البخاری میں منقول ہے:

" مصر کا سرکاری مذہب حنفی ہے۔ قاضی کا حنفی المذہب ہونا ضروری ہے "[17]

علامہ مناظر احسن گیلانیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ؛

"اگر امام ابو حنیفہؒ کی وفات کے بیس سال بعد خلیفہ ہارون کے خلیفہ ہونے تک عباسی حکومت کے دفتر میں قاضیوں کی فہرست دیکھی جائے تو بغداد، مصر، خوارزم، رے، کرمان، نیشاپور، اہواز، تشتر، اصفہان، سمرقند، ہرات، روم وغیرہ اکثر مرکزی جگہوں میں حنفی قضاۃ ملیں گے جو محکمہ عدالت پر قابض ہوں گے۔"[18]

حنفی فقہ کی قبولیت عام اور فضیلت پر بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے جبکہ یہ بات بھی بہت شد مد سے کہی گئی ہے کہ برصغیر اور دیگر عجمی ممالک میں فقہ حنفی کو لازمی سمجھا جاتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ:

"برصغیر میں فقہ حنفیؒ کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے نیز فقہ حنفیؒ کی اہمیت اور استحکام بھی ثابت شدہ ہے جیسے کہ مروی ہے کہ "فقہ حنفیؒ بہت مضبوط ہے اور اس کا مدار ثنائیات پر ہے۔۔ آہ"[19]

مسلک حنفی کی مقبولیت اور شہرت مسلمہ ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی شخصی شرافت اور علمی مقام نے ہی فقہ حنفی کے فروغ میں بڑا کردار ادا کیا۔ آپؒ نے اپنے تلامذہ کا ایک بڑا دائرہ قائم کیا۔[20]

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا یہ تو زیادہ تر امام ابو حنیفہؒ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور علمی عظمت شان کا تذکرہ تھا۔ اصل موضوع اور آپؒ کے فقہی مسلک کے مدار کی بنیاد جو رائے پر بتائی جاتی ہے اس پر بحث درج ذیل سطور میں تحریر کی جارہی ہے۔ تاریخ تدوین فقہ کی تمام کتب کے تمام بیانات اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ فقہ حنفیؒ کی بنیاد دیگر فقہوں کی طرح چار اصولوں یعنی القرآن، السنۃ، اجماع امت اور قیاس پر ہے اور کہیں بھی ان سے سر مو انحراف نہیں کیا گیا ہے تاہم یہ درست ہے کہ بعض مقامات پر امام ابو حنیفہؒ نے ایسا مسلک ضرور اختیار کیا جو رائے اور عرف عام و استحسان کے قریب ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ کہا جانے لگا کہ حضرت امام اعظمؒ اہل الرائے میں سے ہیں۔ جو اس حد تک درست بھی ہے جو اس کا ظاہری معنی ہے یا یہ مفہوم دینا ہے کہ امام صاحبؒ "درایت" سے کام لیتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب کبھی بھی نہ لیا جائے کہ معاذاللہ آپؒ نے باقی مصادر اور دیگر اصول و مآخذ کو درخور اعتناء نہ سمجھا۔

اس نکتے کی وضاحت آپؒ خود یوں فرماتے ہیں کہ:

> " جب مجھے کتاب اللہ مل جاتی ہے تو اس کو لے لیتا ہوں۔ لیکن جس مسئلہ کو کتاب اللہ میں نہیں پاتا اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان آثار کو لیتا ہوں جو ثقاہت میں شائع وذائع ہیں۔ لیکن جب مجھ کو کتاب و سنت میں بھی وہ مسئلہ نہیں ملتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے قول کو لیتا ہوں اور ان میں جس کو چاہتا ہوں لیتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ ان کے علاوہ اور کسی کے قول کو نہیں لیتا۔ جب ابراہیم شعبیؒ، حسین ابن سیرینؒ اور سعید ابن المسیبؒ (اور بھی مجتہدین کے نام لئے ہیں) تک معاملہ پہنچتا ہے تو مجھے حق حاصل ہو جاتا ہے کہ جس طرح ان لوگوں نے اجتہاد کیا ہے اسی طرح میں بھی کروں۔"[21]

اس طرح کے احوال کی مختلف علماء و محققین نے اپنے اپنے انداز میں تشریح کی ہے ان میں سے صاحب "تاریخ فقہ اسلامی" بیان کرتے ہیں کہ:

" امام ابو حنیفہؒ کے کلام کی خصوصیت یہ ہے کہ: وہ ثقہ کو لیتے ہیں۔ برائی سے بھاگتے ہیں اور لوگوں کے معاملات اور اس چیز پر جس پر وہ استقامت کے ساتھ قائم ہیں اور اس کی وجہ سے ان کے معاملات ٹھیک ہو گئے ہیں نظر ڈالتے ہیں۔ وہ تمام مسائل کے متعلق قیاس کرتے ہیں لیکن جب قیاس ٹھیک نہیں ہوتا ہے تو جب تک استحسان سے کام چلتا ہے استحسان سے کام لیتے ہیں لیکن جب استحسان سے کام نہیں چلتا تو مسلمانوں کے عمل درآمد کی طرف رجوع کرتے ہیں پہلے وہ حدیث معروف و مجمع علیہ کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں پھر جب تک قیاس ہو سکتا تھا اس پر قیاس کرتے تھے، استحسان کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان دونوں میں جو قابل اعتماد ہوتا تھا اس پر عمل کرتے تھے۔"[22]

محققین اور علماء فقہ نے آپؒ کے اس طرز استنباط و قیاس پر بہت بڑا اعتماد کیا ہے اور فرماتے رہے ہیں کہ: آپؒ کی ذات سراسر تقویٰ اور تدین سے عبارت تھی جیسا کہ علامہ عبد الرشید نعمانی صاحب نے ایک قول نقل کیا ہے:

"کان ابو حنیفة زاهدا عالما راغبا فی الآخرة صدوقا اللسان احفظ اهل زمانه"۔[23]

" امام ابو حنیفہؒ زاہد، عادل، آخرت کی طرف راغب، بڑے راست باز، پاکباز اور اپنے اہل زمانہ میں سب سے زیادہ حافظ حدیث تھے"

اور شاہ ولی اللہؒ کا یہ قول دیکھ کر تو ان لوگوں کے حال پر تعجب اور افسوس ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ آپؒ نے اپنی رائے کو زیادہ ترجیح دی۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

"اوفق الفرق بالسنة الصحیحة ،فقه حنفی"[24]

"صحیح و درست سنت (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) پر سب فقہوں سے زیادہ درست قائم ہو
نے والا فقہ حنفی ہے"

اس اختصار کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ جو اپنے تبحر علمی کی وجہ سے امام اعظم کہلائے-نے اپنی علمی زندگی کی ابتداء علم کلام کے مطالعے سے کی اور اس طرح آپؒ بنیادی طور پر ایک متکلم فقیہ بنے۔ جنہوں نے "علم کلام" اور پیشہ تجارت سے متاثر ہونے کی وجہ سے عقل و رائے سے استصواب کرنا سیکھا۔ اور احکام شرعیہ کا عملی زندگی میں جاری کرنے اور مسائل جدیدہ میں قیاس واستحسان سے کام لینے کی صلاحیت تامہ حاصل کی تھی"۔[25]

یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ امام ابو حنیفہؒ صاحب رائے و فراست ہونے کی وجہ سے بہت جلد مسئلے کی تہہ تک پہنچ جاتے اور آپؒ ایک ایسا فیصلہ دے دیتے جو نفسیات، معاشرتی تقاضوں اور وقت کی ضرورت کے مطابق ہوتا۔ ایک روایت ہے کہتے ہیں کہ: "حضرت امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں فرمایا کہ؛ "علم فقہ سیکھنے والا ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے، امام قاضی ابو یوسفؒ نے فرمایا:

"جب کسی مسئلے میں ہمارا باہمی اختلاف ہوتا تھا تو ہم اسے امام ابو حنیفہؒ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ آپؒ جلدی جواب پیش کرتے تھے۔ آپؒ اتنی جلدی جواب دیتے تھے جیسے اسے اپنی آستین سے نکالا ہو۔"[26]

کچھ ناقدین کو "اہل الرائے" اور "اہل ہوس" کے معانی کے درمیان موجود فرق کو سمجھنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔ اور وہ گویا "اہل الرائے" کو اہل ہوس پر محمول کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حنفیؒ مسلک اور دوسرے مسالک کے درمیان بعد اور فاصلہ بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ جب کہ اصل صورت یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا زہد و تقویٰ مانا ہوا ہے۔ س کی بناء پر یہ ناممکن ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ کہیں خدانخواستہ آپؒ نے کوئی فتویٰ دیتے ہوئے یا استنباط کرتے ہوئے اللہ کی رضامندی کی بجائے کوئی اور چیز مد نظر رکھی ہوگی۔ اور اس کے مطابق فیصلہ دیا ہوگا۔ بلکہ یقینی بات

یہ ہے کہ جتنے بھی فقہی مسائل ہیں ان کے استنباط کے ضمن میں رضائے الٰہی، اتباع سنت اور دیگر اصول فقہ پر سختی سے عمل پیرا رہے ہوں گے۔

دوسرے فقہوں کی طرح فقہ حنفی کی اساس و بنیاد بھی کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور قیاس پر ہے تاہم حنبلیؒ مسلک کے برعکس جس میں قرآن و سنت و ظاہر الروایت کے علاوہ اور کسی اصول کی گنجائش نہیں۔ فقہ حنفی میں استحسان اور عرف عام بھی مصادر فقہ قرار دئے گئے ہیں۔ چنانچہ استنباط کرتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ ان سب چیزوں کو مد نظر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے فقہ کے ساتھ ساتھ احادیث پر قلم اٹھایا اور آپؒ کی مسانید فی الحدیث 17 ہیں۔"[27] اور یہی وجہ ہے کہ ایک تحقیق کے مطابق فقہ حنفیؒ پر بارہ سو برس سے اسلامی دنیا کا تقریباً دو ثلث عمل پیرا چلا آرہا ہے۔"[28]

اس طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ کی عظمت اور فضل و تقدم مسلم ہے۔ ابن ندیمؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا فضل و تقدم باقی ائمہ متبوعین پر ظاہر و باہر ہے کہ یہ سب امام صاحبؒ کے فقہ کے دست نگر اور حدیثی سلسلہ میں تلامیذ تھے۔" والعلم شرقا وغربا برا وبحرا تدوینه"[29] اور علم کی مشرق و مغرب، بر و بحر میں تدوین آپؒ کی ہے۔

ان سب حقائق پر مستزاد یہ کہ بے شمار علماء نے امام ابو حنیفہؒ کی حدیث پر بے تحاشہ عبور کا ذکر کیا ہے اور اس لئے آپؒ کے فقہ کو حدیث کے مطالب کے بہت قریب پایا ہے۔ فقہ حنفیؒ کی حقانیت اور اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے اور اس حقیقت کی طرف خود احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اشارے ملتے ہیں۔ نیز یہ کہ فقہ حنفیؒ کی بنیاد خالصتاً کتاب اللہ اور حدیث پر رکھی گئی ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل فرمائش کی وضاحت پڑھ لینے کے بعد کسی کو شبہ تک نہیں ہو سکتا کہ معاذاللہ کہ فقہ حنفیؒ کا کسی اصل دین سے کہیں تضاد ہے یا یہ کہ فقہ حنفیؒ کوئی غیر ضروری مسلک ہے۔ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں:

"لو كان الدين عند الثريا لناله رجال من ابناء فارس او كما قال عليه السلام"[30]

"اگر دین، ثریا میں ہوتا تو بھی اس کو (تک) فارس کے لوگ رسائی حاصل کرتے۔"

حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب کے بیان کے مطابق اس حدیث کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے علمائے حدیث نے اس (رجال من ابنآء فارس) کا مصداق محدثین میں سے امام بخاریؒ کو، صوفیائے کرام میں سے حبیب عجمیؒ، کو اور فقہآء میں امام ابو حنیفہؒ کو قرار دیا ہے"[31] جب کہ مولانا حسین احمد مدنی نےؒ اس کا سب سے پہلا حقدار امام ابو حنیفہؒ پھر امام بخاریؒ، پھر خواجہ حبیب عجمیؒ و غیرہ کو قرار دیا ہے۔[32]

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی ذکاوت، حدیث فہمی اور احادیث سے استنباط مسائل میں مہارت مسلم تھی۔ جس کی جیتی جاگتی تصویر مسئلہ رفع یدین کے بارے میں علامہ اوزاعیؒ کے ساتھ آپؒ کا منا ظرہ ہے۔ اس موقع پر امام اوزاعیؒ نے آپؒ سے پوچھا "لم لاترفع الیدین؟" (آپؒ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟)" قال (ابو حنیفۃؒ) لانہ لم یثبت (امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اس لئے کہ یہ ثابت نہیں ہے)

قال الا وزاعی حدثنا الزهری عن سالم عن ابن عمر رض انالنبی صلیالله علیه وسلم،کان یرفع" قال ابوحنیفة حدثناحمادبن سلیمان عن ابراهیم النخعی عن علقمة عن ا بن مسعود رض ان النبی صلی ا لله علیه وسلم کان لایرفع".

حضرت امام اوزاعیؒ نے کہا کہ ہمیں زہریؒ نے سالمؒ سے اور سالمؒ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین فرماتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ ہمیں حمادؒ بن سلیمانؒ نے ابراہیم نخعیؒ اور آپؒ نے علقمہؒ سے (علقمہ نے) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ علامہ اوزاعیؒ نے کہا کہ میرا سلسلہ رواۃ تین پر مشتمل ہے اور آپؒ کے چار (4) ہیں (کثرت میں) غلطی کا خطرہ (امکان) زیادہ ہو تا ہے۔ اس پر امام ابو حنیفہؒ نے ان کی فقاہت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے استاد (حضرت حمادؒ) آپؒ کے استاد سے زیادہ افقہ ہیں اور میرے استاد کے استاد بھی آپؒ کے استاد کے استاد سے فقیہ ہیں اور اگر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کی

حیثیت سے قدر نہ کر تا تو میں کہتا کہ میرے استاد ان سے بھی افقہ ہیں اور جہاں تک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ علم کا خزانہ ہیں۔ اس پر امام اوزاعیؒ خاموش ہو گئے۔[33]

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے 35 / 36 سال تک اپنے ائمہ کے ساتھ (جن میں چالیس علماء تھے) کچھ اوپر 2 لاکھ مسائل کا استنباط کیا۔ آپ کی دو مجلسیں لگتی تھیں ایک عمومی (عام) اور دوسری خصوصی (خاص) پہلی مجلس عام عوام کے لئے ہوتی تھی جس میں ہر کوئی شریک ہو تا تھا اور دوسری خاص استادوں، شاگردوں اور ائمہ کے لئے ہوتی تھی"۔[34]

فقہ حنفی اور علم حدیث ساتھ ساتھ چلتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کو صرف فقیہ نہیں سمجھنا چاہئیے بلکہ گزشتہ بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؒ ایک سلجھے ہوئے محدث بھی تھے اور آپؒ احادیث کی چھان پرکھ کا ملکہ رکھتے تھے۔ آپؒ کے ہاں احادیث کا ایک معیار مقرر تھا اور جو حدیث اس معیار کی ہوتی قبول کرتے ورنہ خاموش رہتے۔ اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپؒ کے ہاں فقہی مسائل کے استنباط کا مدار تو زیادہ تر ثنائیات (احادیث کی ایک قسم) پر رہا نہ کہ وحدانیات پر جبکہ علامہ کوثریؒ کے بقول آپؒ کے مسانید (21) ہیں جن میں ثنائیات اور وحدانیات دونوں ہیں۔[35]

راقم کے خیال میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استنباط احکام و مسائل میں جو ملکہ آپؒ کو حاصل تھا وہ آپؒ کی ایک منفرد شان ہے اہل الرائ ہونے کی وجہ سے آپؒ حدیث کے اصل مدلول کو حاصل کرتے اور کوئی حتمی فیصلہ صادر فرماتے۔ چاہے وہ عبادات ہیں یا معاملات یا عدالتی قضایا جس کسی بھی شعبہ حیات کو لیا جائے اس سے صحیح اور درست مسائل کا استنباط فرمایا جس سے خلق خدا کو بڑا فیض پہنچا۔

امام ابو حنیفہؒ کے فقہی فن استنباط ہی کا کمال ہے کہ اکثر بڑے بڑے خلفاء اور سلاطین نے اپنی ریاستوں میں زیادہ تر عدالتی فیصلے اس سے کروائے۔ اور اس وجہ سے اس مسلک کی اشاعت بھی خوب ہوئی۔ حنفی مسلک چونکہ سلطنت عباسیہ کا عدل و قضاء کے باب میں سرکاری مسلک تھا اور

اہل عراق کا بالعموم یہی مذہب تھالہذا اس کی دور دور تک اشاعت ہوئی۔ مزید برآں سلطنت عثمانیہ کے زیر اثر و حکومت ممالک یعنی مصر، شام، لبنان، تیونس، البانیہ، بلقان و تفتاز اور افغانستان، ترکستان، برصغیر پاک وہند اور چین میں حنفی فقہ غالب رہا ہے دنیا بھر کے مسلمانوں کا 2/3 حنفی مسلک ہے۔ فقہ حنفی کی مقبولیت اور اشاعت عام کی وجوہات پر مزید بحث آنے والے صفحات میں جاری رہے گی۔

علماء و فقہاء تو درکنار امام ابو حنیفہؒ کی علمی عظمت اور فقہی تبحر کے سلاطین و خلفاء بھی قائل تھے ایک علمی بحث کے دوران خلیفہ مامون الرشید کا قول ذکر کرتے ہوئے ذکریا شیخؒ نے تحریر کیا ہے کہ "جعل الما مون یحج لا بی حنیفة باحا دیث لم یکن یو فھا ھئو لآء آہ" ترجمہ (مامون الرشید نے امام اعظمؒ کی تائید میں اتنی حدیثیں پیش کیں جن سے مخالف علماء بالکل بے خبر تھے) اور جن جن مسائل پر علماء کا اختلاف تھا اور کہتے تھے کہ اس سلسلہ میں قرآن و حدیث کی خلاف ورزی ہوئی اس بارے میں کامل دلائل دیں اور امام اعظمؒ کے مذہب کی تائید کی" [36]

فقہ حنفیؒ میں تمام اصل مآخذ شرع سے استفادہ کیا گیا ہے یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنی رائے سے فقہی مسائل کا استنباط کیا ایسا ہرگز نہیں آپؒ نے ہمیشہ ایک حدیث کو دوسری حدیث سے راجح مان کر فیصلہ دیا۔ آپؒ کے بارے میں علماء کے اقوال قابل ذکر ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ؛" احادیث مقدسہ کے سب سے بڑے شارح اور سب سے زیادہ مسائل استنباط کرنے والے اور سب سے بہتر طریقے سے اس بات کی بنیاد ڈالنے والے امام ابو حنیفہؒ ہی تھے جو مسائل موصوف نے اپنے دور حیات میں مدون کیے تھے۔ ان کی تعداد علماء نے 83 ہزار بیان کی ہے۔ لیکن علامہ ابو الفضل کرمانی نے 5 لاکھ کی تعداد بیان کی ہے اور عنایہ شرح ہدایہ کے مصنف المتوفی 786م نے یہ تعداد 12 لاکھ ستر ہزار بیان کی ہے۔"[37]

امام ابو حنیفہؒ اور فقہ حنفی کی فضیلت چہار دانگ عالم میں مسلم تھی فقہ حنفی کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے حسین احمد مدنی شیخؒ فرماتے ہیں کہ " مصر کا سرکاری مذہب حنفیؒ ہے۔ قاضی کا حنفی المذہب ہونا ضروری ہے۔"[38]

جب کہ فرماتے ہیں کہ:" اگر امام ابو حنیفہؒ کی وفات سے بیس سال بعد خلیفہ ہارون کے خلیفہ ہونے تک عباسی حکومت کے دفتر میں قاضیوں کی فہرست دیکھی جائے تو بغداد، بصرہ، کوفہ، واسط، مدائن، مرو، مدینہ، مصر، خوارزم، رے، کرمان، نیشاپور، سجستان، دمشق، ترمز، جرجان، بلخ ہمد ان، صنعا، شیراز، اصفہان، سمرقند، ہرات، روم وغیرہ اکثر مقامات میں حنفی قضاۃ ہی ملیں گے جو کہ محکمہ عدالت پر متمکن نظر آئیں گے۔"[39]

اس طرح کے اور بھی بے شمار اقوال ہیں جو حنفی فقہ کی حقانیت وفضیلت پر دلالت کرتے ہیں اور اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس فقہ کے استنباط مسائل ومعمولات تشریع پسندیدہ طریقوں پر قائم رہے ہیں۔ جیسے بیان کیا جاتا ہے کہ:"فقہ حنفی بہت مضبوط ہے اور اس کا مدار ثنائیات پر ہے" [40]۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے فقہ حنفیؒ رائے (ذاتی خواہش) پر مبنی نہیں بلکہ حدیث کی اصح ترین تاویل کر کے مسائل کا ستنباط کیا گیا ہے۔

جبکہ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ نے شاہ ولی اللہؒ کا ایک قول ذکر کیا ہے کہتے ہیں کہ آپؒ نے فرمایا کہ:" برصغیر میں فقہ حنفیؒ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے"[41] اوراس طرح حضرت شاہ انور شاہ کاشمیری کا ایک قول "انوارالباری" کے ایک مضمون زیر عنوان "خیر القرون میں اسلام اور حنفی مذہب کا پہنچنا چین تک" میں ذکر کیا گیا ہے کہ:"کتاب مسالک الماثلہ میں لکھا ہے کہ جب واثق باللہ عباسی نے 228 ھ میں سد سکندری کی تحقیق کے لئے ایک مہم روانہ کی تو سد سکندری کے محافظ سب مسلمان اور حنفی مذہب کے پابند اور عربی، فارسی زبان بولنے والے پائے گئے۔"[42]

ان اقتباسات اور اقوال مبارکہ کو نقل کرنے سے مراد محض یہ ہے کہ قاری پر یہ واضح ہو جائے کہ فقہ حنفیؒ ایک معتبر مسلک تصور کیا جاتا رہا ہے اور دنیائے اسلام کی ایک بڑی تعداد اس مسلک کی پیروکاری کر رہی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہ لیا جائے کہ (معاذاللہ) بقیہ مسالک کم اہم

یا کم حیثیت کے ہیں بلکہ یہ تمام مسالک برابر مدار حق سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے کہ وارد ہے کہ: ظاہر شریعت میں انحصار ائمہ اربعہ پر ہوا۔ باطنی امراض کے معالج مشائخ بھی چھار سلاسل قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سهروردیہ میں شائع ہیں"[43]

البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ مدار حق ٹھہرائے جانے کے لئے ضروری ہے کہ مسلک کے پیش کردہ مسئلے کا قرآن و حدیث و دیگر اصول شریعت کے ساتھ ٹکراؤ نہ ہو پس جس کسی مجتہد نے بھی اصول شریعہ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کوئی فتوی یا مسلک پیش کیا تو اس کو قبول کیا جائے گا۔ ایک قول اور بھی ہے جو اس بات کی وضاحت یوں کرتا ہے:

"و من العلمآء من عمم (حدیث علیکم بسنتی) کل من کان علی سیرته علیه السلام من العلمآء و الخلفآء کاالائمة الاربعة المتبوعین المجتهدین والائمه العادلین کعمر ابن عبدالعزیز کلهم موارد لهذا الحدیث۔ آه"

"علمآء میں سے کچھ ہیں جنہوں نے حدیث (علیکم بسنتی) کو عام تصور کیا۔ کہ جو بھی شخص علمآء، خلفآء، آئمہ اربعہ، اصحاب اتباع و مجتہدین اور عدل گستری کے حامل ائمہ جیسے عمر ابن عبد العزیزؒ میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر چلا پس وہ سب اس حدیث کے مصداق ہیں"۔

اس پر مستزاد شیخ ابو زہرہ کا قول ہے جو فرماتے ہیں کہ: " ۔۔شاید امام ابو حنیفہؒ نے جب ایک مسلک اپنایا اس وقت آپؒ کی رسائی اس دوسری حدیث تک نہیں ہوئی تھی۔ جب دوسری حدیث تلامذہ کے ہاتھ لگی اور انہوں نے کوئی اور مسلک اپنایا جو الگ سے کوئی مسلک نہ ہوتا بلکہ اس بنائے گئے اصول کی روشنی میں اصح تشریح ہی تھی اور اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ معاذاللہ حضرت امام ابو حنیفہؒ حدیث کو ترتیب فقہ میں کم اہمیت دیتے تھے یہ درست نہیں ہے اس کی واضح دلیل آپؒ کا یہ قول ہے کہ: "اذا صح الحدیث فهو مذهبی" (حدیث صحیح میرا مسلک ہے) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے کبھی بھی رائے کو ارجح یا فقہ حنفی کی ترتیب و تدوین میں حدیث شریف کو کسی اور سے مرجح نہیں سمجھا ہے۔"[44]

خلاصہ بحث:

خلاصہ یہ ہے کہ تمام امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام فقہی مسالک بر حق ہیں اور ان کے درمیان جو بظاہر کچھ اختلاف نظر آتا ہے یہ صرف طریقہ ہائے استنباط میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔ اس میں کسی ذاتی پسند ناپسند یا رائے کو دخل نہیں۔ بالخصوص فقہ حنفی کی بنیاد خالصتاً فقہ کے مسلمہ اصول پر ہے جس میں سے درایت بھی ایک اہم عنصر ہے جس پر اس فقہ میں عمل ہونے کی وجہ سے جو غلط فہمی پیدا ہوتی ہے یہ درخور اعتناء نہ سمجھا جائے۔

حوالہ جات

---

1 ابن حاجب "مختصر" طبع و مطبع ندارد ج 1 ص۔ 18

2 دائرۃ المعارف الاسلامیۃ (اردو) مقالہ "فقہ" دانش گاہ پنجاب طبع اول 1393ھ / 1974ء ص۔ 395

3 القرآن، سورۃ التوبہ: 87۔

4 نفس مصدر، سورۃ الھود: 91۔

5 نفس مصدر، سورۃ طہ: 28۔

6 نفس مصدر، سورۃ الانعام: 25۔

7 دائرۃ المعارف الاسلامیۃ (اردو) مقالہ "فقہ" ص 395

8 مناظر احسن گیلانی علامہ "امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی" نفیس اکیڈیمی کراچی 1983ء ص۔ 33

9 نفس مصدر

10 صبحی محمصانی (علامہؒ) "فلسفۃ التشریع فی الاسلام" دار الکشاف بیروت سن ندارد ص۔ 43

11 نفس مصدر

12 مناظر احسن گیلانی (علامہ)، "امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی"، ص۔ 476-477

[13] ابو زہرہ شیخ "حیات امام ابو حنیفہؒ"(ترجمہ) غلام احمد حریری پروفیسر ناشر ملک سنز فیصل آباد طبع بار سوم 1983ء ص۔101

[14] ابن عابدینؒ "شامی" مکتبہ ماجدیہ مطبوعہ مصر سن ندارد ج اص۔44

[15] نفس مصدر، ص47۔

[16] نفس مصدر، ص47,48۔

[17] سید احمد رضا بجنوری "انوار الباری علی البخاری" مطبوعہ 1929ء ص۔161

[18] سید مناظر احسن گیلانیؒ علامہ "امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی" ص۔487

[19] مولانا ذکریاء شیخ "تقریر بخاریؒ" ج6۔ مطبوعہ ندارد ص۔82

[20] نفس مصدر، ص47

[21] مناظر احسن گیلانیؒ علامہ "امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی"، ص57

[22] محمد الخضری علامہ مرحوم "تاریخ فقہ اسلامی" مترجم: مولانا عبد السلام ندوی طبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور، سن ندارد ص۔321- 324

[23] عبد الرشید نعمانی علامہؒ "حاشیہ ابن ماجہ اور علم حدیث" مطبع نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت آرام باغ کراچی تاریخ ندارد ص۔166

[24] شاہ ولی اللہؒ "فیوض الحرمین" مطبع و سن ندارد ص۔156

[25] محمد الخضرمی علامہ "تاریخ فقہ اسلامی" مترجم: مولانا عبد السلام ندوی طبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور سن ندارد ص324

[26] ابن عبد البر "الانتقاء" مطبوعہ قاہرہ 1350ھ، ص143

[27] نفس مصدر، ص138,139

[28] سید احمد رضا بجنوری "انوار الباری علی البخاری" مطبوعہ 1939 ج2، ص87

[29] نفس مصدر، ص88-87

[30] ترمذی امامؒ "جامع الترمذی" طبع و سن ندارد ص۔42 و طحاوی امام "مشکل الاثار" طبع و سن ندارد ج۔3 حدیث 95۔

---

31 ذکری شیخؒ"تقریر بخاریؒ"طبع وسن نداردج1ص41

32 نفس مصدر۔

33 ذکریا شیخ"تقری بخاری"طبع وسن نداردج1ص۔49

34 نفس مصدر،ص۔51

35 محمد تقی الدین ندوی مولانا"محدثین عظام"طبع وسن ندارد ص۔82-84

36 ذکریا شیخؒ"تقریر بخاری"مطبع وسن نداردج1ص۔52

37 عبد الرشید النعمانیؒ علامہ"ابن ماجہ اور علم حدیث"مطبع نور محمد اصح الطابع کارخانہ تجارت آرام باغ کراچی سن ندارد ص۔14

38 حسین احمد مدنی شیخؒ"معارف دینیہ"مطبوعہ1939ء طبع ندارد ص۔98

39 سید احمد رضا بجنوری"انوار الباری علی البخاری"مطبوعہ1939ء ص۔160

40 مناظر احسن گیلانی علامہؒ"امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی"مطبع نفیس اکیڈمی کراچی1983ء ص۔487

41 ذکریا شیخؒ"تقریر بخاری"سن وطبع ندارد ص۔37

42 نفس مصدر،ص۔8

43 سید احمد رضا بجنوری"انوار لباری علی البخاری"مطبوعہ1939ء ص۔149

44 ابوزہرہ شیخ"حیات امام ابو حنیفہؒ"(ترجمہ)غلام احمد حریری پروفیسر طبع ملک سنز فیصل آباد1983ء ص۔466-467۔